

جزل مرزا اسلم بیگ *

مصر میں فوجی مداخلت کے پس پردہ سازشیں

بدنام زمانہ گٹھ جوڑ کہ جسے تین اے (As) اور او (O) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس نے صدر مری کی منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے۔ ہم پاکستانی چونکہ ماضی میں متعدد بار ایسے گٹھ جوڑ سے مار کھا چکے ہیں لہذا مصر میں جمہوریت کش کارروائی پر ہمیں احساس زیاں زیادہ ہے۔ تین اے اور او کے گٹھ جوڑ سے مراد امریکہ، آرمی، عدلیہ اور موقع پرست (Opportunists) عناصر ہیں جو ہمیشہ ایسی سازشوں کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس سازش کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ امریکہ کے علاوہ مشرق وسطیٰ کے چند اہم ممالک بھی مصر میں جمہوریت پر شب خون مارنے میں ملوث دکھائی دیتے ہیں۔ ہم اہل پاکستان گذشتہ پانچ سالوں سے بدترین کرپشن، ناکام ترین حکمرانی اور اقتصادی بحران کا شکار رہے ہیں لیکن اسکے باوجود ہم نے صبر اور امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ملک میں پراسن طریقے سے انتقال اقتدار کا مرحلہ طے پا گیا ہے اور اب جمہوری نظام کے استحکام کا عمل جاری ہے۔ لیکن مصر میں جس غلت کے ساتھ منتخب حکومت کو گرایا گیا ہے وہ حیرت کا باعث ہے۔

مصر میں رونما ہونے والے پریشان کن حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ ان کا غور سے جائزہ لیا جائے تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ اس سازش کے پس پردہ کون کون سے محرکات ہیں کہ جنہیں امریکی صدر ہارا کہ اوہامہ نے ”انقلاب“ کا نام دیا ہے۔ سعودی عرب، خلیج تعاون کونسل اور شرق اردن نے جنرل فتح کو اس جرات مندانہ کارروائی پر خوش آمدید کہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر صدر مری سے کوئی خطا سرزد ہوئی جس کے سبب داخلی اور خارجی قوتیں ان کی منتخب حکومت کو ختم کر کے ’فوجی مداخلت‘ کا سبب بنی ہیں؟ انتخابات کے نتیجے میں برسر اقتدار آنے کے بعد صدر مری نے جو اقدامات اٹھائے وہ ان کی حقیقت پسندانہ اور مصالحانہ ذہنیت کے عکاس ہیں اور ان کے نتیجے میں ملک میں الاخوان کے انقلابی ایجنڈے کے مطابق جمہوری روایات جڑ پکڑ رہی تھیں مثلاً:

☆ پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت رکھنے کے باوجود صدر مری نے وائس پریذیڈنٹ، وزیر اعظم اور وزراء کا انتخاب ایسی جماعتوں سے کیا جن کا الاخوان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ فیصلہ جمہوری و سیاسی افہام و تفہیم کی بہترین مثال ہے۔

☆ بہترین سفارتی حکمت عملی کے ذریعے وہ اسرائیل کو مذاکرات کی میز پر لانے میں کامیاب رہے اور فلسطین میں قیام امن کو یقینی بنایا اور 2006ء سے بند غزہ کا فتح میٹ دوبارہ کھول دیا گیا۔

☆ کیپ ڈیوڈ معاہدے کی رو سے مصر، اسرائیل کو نہایت کم قیمت پر سنائی (Sinai) گیس فراہم کر رہا تھا۔ صدر مری نے گیس کی قیمتوں میں موجودہ نرخوں کے مطابق اضافہ کیا اور اس معاہدے کی وہ شقیں بھی منسوخ کر دیں جو مصر کے مفاد کے خلاف تھیں۔

☆ انہوں نے نیپیا اور سوڈان کے شہریوں کیلئے آمد و رفت پر عائد پابندیاں اٹھالیں۔ اس حوالے سے معاہدہ تیار تھا جس میں تینوں ممالک کے مابین سفر کیلئے ویزے کی شرائط ختم کرنا درج تھا۔

☆ انہوں نے ایران اور ترکی کے ساتھ روابط قائم کئے تاکہ ان کے مابین اقتصادی تعاون (Regional Economic Cooperation) (REC) کو ممکن بنایا جاسکے۔ ان کا اہم مقصد مصر، ترکی اور ایران کے مابین علاقائی اقتصادی تعاون (REC) کا قیام تھا۔ قطر نے اس منصوبے کیلئے سات بلین ڈالر کی امداد مہیا کی تھی۔

☆ صدر مری نے چین کے ساتھ کئی بلین ڈالر مالیت کے حامل متعدد ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کے طویل المدتی معاہدے کئے۔

☆ ملک میں شرعی قوانین کا نفاذ صدر مری کی دلی خواہش تھی تاکہ وہ ”خطے کے امریکی اتحادی ممالک کی طرح“ جہاں شرعی نظام نافذ ہے ان کی صف میں اپنا مقام بنا سکیں۔“

☆ انہوں نے الاخوان کے مولوی صفت فوجی آفیسر جنرل فتح کو آرمی چیف مقرر کیا، جس طرح کہ ذوالفقار علی بھٹو نے جنرل ضیا کو آرمی چیف بنایا تھا۔ صدر مری نے بھٹو جیسی فسطی کی جس کا نتیجہ وہ بھگت رہے ہیں۔

☆ صدر مری نے آرمی چیف کے تقرر میں بے شک فسطی کی لیکن ان کا ہر قدم مصر کے بہترین مفاد میں تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنے چند قریبی ہمسایہ ممالک اور امریکہ کے عتاب کا نشانہ بنے، اس لئے کہ:

☆ حالات کو جلد از جلد کنٹرول کرنا امریکہ کیلئے لازم ہو گیا تھا کیونکہ اگر مصر، ترکی اور ایران پر مشتمل REC کا مجوزہ منصوبہ حقیقت کا روپ دھار لیتا تو امریکہ اور اسرائیل کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جاتا اور امریکہ کے ایران کے خلاف تادیبی کارروائی کے عزائم بھی پورے ہونے ناممکن تھے کیونکہ امریکہ، ایران کا خوف پیدا کر کے ایک سو ستر بلین ڈالر سے زائد مالیت کا جو عسکری ساز و سامان اور ہتھیار علاقے کے سنی ممالک کو فروخت کر چکا ہے اس تجارت میں بھی رکاوٹ آ جاتی۔ یہی امریکی ہتھیار بحریں میں استعمال ہوئے اور اب شام میں بھی استعمال ہو رہے ہیں۔

☆ مشرق وسطیٰ کے کچھ بڑے ممالک خطے میں ثالث کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس مجوزہ علاقائی اقتصادی تعاون کا قیام ان کے مفادات کیلئے خطرہ تھا۔ لہذا سب سے پہلے مصر کو میں لکھانے کیلئے عملاتی سازش کے

ذریعہ وہاں کے امیر کو اپنے بیٹے کے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا گیا اور خلیج تعاون کونسل کے اتحاد کو بچا لیا گیا۔

☆ ٹونی بلنر نے بھی کہا ہے کہ ”ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے اتحادی ہیں اور آپ کی رفاقت کی ہر قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں۔“

☆ ”امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے صدر مرس کی برطرفی کے خلاف مظاہرہ کرنے والے قائدین کو خریدنے کیلئے بینکوں کے منہ کھول دیے ہیں اور جمہوری تعمیر پر پروگرام کے نام پر حزب اختلاف کے رہنماؤں کو لاکھوں ڈالر کے عطیات دیے جو کہ نہ صرف مصری بلکہ امریکی قانون کی بھی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔“ (جولین پیکٹ؛

روزنامہ ہل (Julian Pecquet, Daily Hill)

☆ امریکی صدر ہاراک ادہامہ نے مصر میں فوجی کارروائی کو ”سازش نہیں بلکہ انقلاب“ قرار دیا ہے جبکہ جنرل فتح نے فوجی مداخلت کو ”عوامی خواہشات کے احترام میں ملکی مستقبل کیلئے کامیاب سیاسی و نظریاتی جدوجہد“ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ (اس کا موازنہ پاکستان کی مسلح افواج کے اٹھائے جانے والے عہد نامے سے آسانی کیا جاسکتا ہے جس میں درج ہے کہ: ”آئین پاکستان کو ہر حال میں مقدم رکھوں گا جو عوام کی خواہشوں کا ترجمان ہے۔“ اس فرض کی ادائیگی کیلئے آری چیف کا غیر سیاسی ہونا ضروری ہے لیکن آری چیف اگر غیر سیاسی ہوگا تو وہ آئین کی پاسداری کس طرح کرے گا؟ یہی سبب ہے کہ آئین کی پاسداری میں جنرل فتح سیاسی ہنگامہ اور سیاسی بساط الٹ کے رکھ دی۔

☆ مصر میں رونما ہونے والے حالات نے تمام عرب دنیا کے اسلام پسند عناصر کو مصر کی جانب راغب کیا ہے کیونکہ الاخوان کا تعلق اسلام کے مکتب فکر سلسلہ قادریہ سے ہے جو سوڈان، لیبیا، صومالیہ، تیونس، الجزائر، عراق، اردن، شام، یمن، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا تک پھیلا ہوا ہے۔

☆ آدی نے اس امید پر یہ جو اکھلا تھا کہ وہ جلد ملک کی صورت حال پر قابو پالے گی لیکن تیس (30) سیاسی جماعتوں کی صدر مرس کے ساتھ یکجہتی اور مکمل تائید نے حالات کو گمبیر بنا دیا ہے اس طرح ”مصر ایک تاریخی جال میں پھنس چکا ہے۔ اس کی مثال نوآبادیاتی دور کی پہیلی کی طرح ہے جس نے مصر سے پاکستان تک کے ممالک کیلئے سیاسی

اسلام کے خواب کی امیدوں کو روشن کر دیا ہے۔“ پیٹر پروفام (Peter Profam, The Independent)

☆ صدر مرس کے حامیوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ”ہم مزاحمت جاری رکھیں گے۔ ہم آزاد انقلابی ہیں اور ہم اپنا سفر جاری رکھیں گے۔“

ان کے مد مقابل اب فوج ہے جو ملک کی حکمرانی ہے۔ چنانچہ فوج نے جنسی مبارک کی رخصتی کے بعد

اقتدار میں آئی تھی اور اٹھارہ ماہ تک اپنے ہی شہریوں کو قتل کرتی رہی۔ اقتدار کی کش مکش اب شروع ہو چکی ہے۔ فوجی مداخلت نے خطرناک شکل اختیار کر لی ہے جس کے سبب مصر سے لے کر ترکی پاکستان اور بنگلہ دیش تک اسلام پسند اور آزاد سیکولر طبقات کے مابین سیاسی و نظریاتی تصادم کی راہ ہموار ہو چکی ہے۔ پاکستان میں عوام نے ایسے تصادم کو ووٹ کی طاقت سے ناکام بنایا اور اب وہی طاقتیں یعنی عدلیہ، آرمی اور روشن خیال سیکولر اور اسلام پسند ملک میں سیاسی توازن قائم کرنے کیلئے کوشاں ہیں جو ماضی میں حالات کی خرابی کا باعث بنتی رہی ہیں۔ مغربی میڈیا اس بات کو سچ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ مصر میں ”سیاسی اسلام“ کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے حالانکہ اس نظام کو اپنی افادیت منوانے کیلئے مناسب وقت ہی نہیں دیا گیا۔ اور اگر مصر میں یہ تجربہ ناکام ہو گیا تو اس کا الزام مصر میں فوجی مداخلت کی ذمہ دار قوتوں یعنی امریکہ، یورپی یونین اور مشرق وسطیٰ میں طاقت کا کھیل کیلئے والی قوتوں کے سر ہے، جنہوں نے ”عوامی خواہشات کے آئینہ دار آئین کو مقدم رکھنے“ کے بجائے فوج کو مداخلت پر اکسایا ہے۔

الاخوان کی محاذ آرائی کی ایک طویل داستان ہے جو 1954ء میں صدر ناصر کے دور میں شروع ہوئی اور 1970ء تک رہی۔ اس کے بعد تین دہائیوں تک صدر حسنی مبارک کے مظالم کا شکار رہنے کے بعد 2012ء کے انتخابات میں اسے کامیابی نصیب ہوئی۔ اب انہیں جزل فح کا سامنا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ”جہاں جمال ناصر جیسی طلسماتی شخصیت کامیاب نہیں ہو سکی وہاں جزل فح کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟ مصری عوام عرصہ دراز سے سیاسی اسلام کا خواب دیکھ رہے ہیں جسے ختم کرنا جزل فح کے بس کی بات نہیں۔“ وقت الاخوان کے ساتھ ہے، افغانی طالبان کی طرح وہ بھی پرسکون ہیں اور اپنے مقصد سے قلع ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ غیر ملکی آقاؤں کے مفادات کی نگرانی فوج کے خلاف ان کی پر امن مزاحمت ضرور کامیاب ہوگی اور وہ دن رات اس ورد میں مصروف ہیں۔ ”حسبی اللہ ونعم الوکیل“

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ویب سائٹ

کے آن لائن فتویٰ

دارالعلوم حقانیہ کے مفتیان کرام سے دینی و فقہی مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے دارالعلوم کی ویب سائٹ www.jamiahaqqania.edu.pk/ کے ہوم پیج (Home Page) پر Islamic Q & A online Fatawa ملک کر کے اپنا سوال بھیجئے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف سے مقررہ مدت میں جواب وصول کریں۔

از شعبہ : مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک